# اُردو بحیثیتِ سرکاری زبان ۔۔۔ایک نایاب دستاویز

محمد نظیر فداؔ، سری نگر
سابق پرنسپل ڈسٹرکٹ جج سری نگر
رابطہ 9419051340

**[محمد نظیر فدا صاحب کا یہ مضمون اس حوالے سے تاریخی حیثیت کا حامل ہے کہ اس کے ذریعے ہم آپ کی خدمت میں وہ نایاب دستاویز پیش کر رہے ہیں جس میں تحریراً اردو کو ریاست کی سرکاری زبان بنائے جانے کا اعلان ہوا ہے۔ یہ تاریخی ڈاکومینٹ سال ۱۹۰۷ء کا ہے جو جناب محمد نظیر فدا صاحب کی کمال تحقیق وتلاش کے بعد دستیاب ہوا ہے۔ اس مضمون کے ذریعے جہاں یہ ڈاکومینٹ اب آپ سب کی تحویل میں محفوظ ہے وہیں اس تحریر میں فدا صاحب کی فراہم کردہ جانکاریاں بھی ریکارڈ ساز ہیں۔]**

ریاست جموں وکشمیر میں اردو کو اس لحاظ سے امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ اُردو زبان کو ڈوگرہ راج کے دوران ہی سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمامِ اقتدار سنبھالتے وقت ہی اُردو زبان کو سرکاری طور پر پذیرائی حاصل ہوئی اور اس زبان کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہو گیا۔ مگر اس بات میں ذرہ بھی شک نہیں کہ اُردو زبان سے قبل ریاست جموں وکشمیر میں فارسی زبان کا دور دورہ تھا۔ اس دوران ریاست کے بارے میں جتنی تاریخیں مُرتب ہوئیں وہ فارسی زبان میں تحریر کی گئیں۔ فارسی تحریروں کے ضمن میں کشمیر کا ذکر سب سے پہلے ''تاریخِ فیروز شاہی'' میں ہوا ہے۔ اس کے بعد مُلا احمد کی تاریخ آتی ہے۔ خواجہ اعظم دیدہ مری کی تصنیف کردہ تاریخ جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے اس سلسلے میں زبردست اہمیت کی حامل ہے جس میں اہم واقعات کا مفصل اور بے لاگ اندراج موجود ہے۔ فارسی زبان میں ہی نرائن کول عاجزؔ نے ''تاریخِ کشمیر'' ۱۷۱۰ء میں تحریر کی اور پنڈت بیربل کاچرو نے ''مجموعۂ تواریخ'' ۱۸۴۱ء میں فارسی زبان میں ہی تحریر کی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے دور میں پنڈت آفتاب رام نے وثائق نامے فارسی زبان ہی میں تحریر کیے اور ملاحظۂ ریکارڈ کے بعد راقم کو کوئی بھی وثائق نامہ ۱۹۰۷ء سے پہلے اُردو زبان میں تحریر وتکمیل کیا ہوا کہیں بھی نظر سے نہیں گزرا۔ پیر غلام حسن شاہ کھویہامی نے ''تاریخِ حسن'' چار جلدوں میں مُرتب کی۔ پہلی جلد کشمیر کے جغرافیہ، دوسری جلد کشمیر کے سیاسی حالات پر مشتمل ہے اور چوتھی جلد میں چک سلاطین ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۱ء فارسی شعراء کا تذکرہ ہے۔ حیرانگی کی بات ہے کہ ڈوگرہ دور میں اگرچہ جوڈیشل، نان جوڈیشل ٹکٹوں پر اُردو میں لکھی ہوئی عبارت تو موجود ہے لیکن اس کے باوجود بھی اُردو زبان کا باضابطہ طور سرکاری زبان رائج ہونے کا اعلان نامہ نظر نہیں آتا۔ سری نگر کے ریکارڈ روم میں جتنا بھی عدلیہ سے متعلق ریکارڈ موجود ہے اس کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے پورے دورِ حکومت میں فارسی زبان کا ہی چلن رہا ہے۔ اس طرح ڈوگرہ شاہی کی طویل مُدت کے دوران فارسی زبان کو ہی سرکاری دفاتر میں استعمال ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اُس زمانے میں وثائق نامے اور فیصلے فارسی زبان میں تحریر کیے جاتے تھے۔

منشی حوالا سنگھ چیف جج نے بیشتر فیصلے سرکاری زبان میں ہی تحریر کیے ہیں جو کہ اس وقت جموں وکشمیر ہائی کورٹ کے میوزیم میں موجود ہیں اور نمائش کے لیے رکھے گئے ہیں۔ ایک اور جج منشی کریم الدین نے ۱۸۸۰ء میں ایک مقدمے میں فارسی زبان میں ہی فیصلہ صادر کیا ہے۔ تحقیق و تجسس کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ والٹر لارنس جب ریاست میں تشریف لائے تو انہوں نے اراضی کا بندوبست تقریباً ۱۸۹۸ء میں شروع کیا اور ۱۸۹۰ء میں ڈوگرہ حکمران نے ریاست میں اُردو زبان کو فارسی کے بجائے سرکاری زبان تسلیم کیا تھا۔ لہذا والٹر لارنس نے بھی بِلا کسی تامل کے اراضی کے اندراجات نئے بندوبست کے مطابق اُردو میں ہی درج کرنے کے احکامات صادر کیے لیکن اس کے باوجود عدالتوں میں فارسی زبان کا استعمال مُدت تک جاری رہا۔

یہی وجہ ہے کہ جموں وکشمیر ٹیلی گراف ایکٹ جو صرف بارہ دفعات پر مشتمل ہے مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دورِ حکومت میں فارسی زبان میں ہی شائع ہوا۔ درحقیقت اُردو زبان کا رواج مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے دورِ حکومت میں منظرِ عام پر آیا۔ اس طرح جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اُردو ۱۸۵۷ء بطورِ سرکاری زبان ریاست قرار پائی بالکل غلط اور مفروضے پر مبنی ہے۔ سال ۱۹۲۸ء تک مہاراجہ بطورِ اعلیٰ حاکم عدلیہ خود ہی تمام تر اختیارات استعمال کرنے کے مجاز تھے۔ عمر قید اور سزائے موت کی تصدیق خود مہاراجہ بوقت کیا کرتے تھے، راقم نے خود کئی امثلات کا معائنہ کیا ہے جن میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے سزائے عمر قید اور سزائے موت کی تصدیق فارسی زبان میں ہی تحریر کی ہے۔

اُردو زبان کے ساتھ ریاست جموں وکشمیر کے لوگوں کی زیادہ دلچسپی رہی۔ چوں کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ ۱۸۸۵ء میں تخت نشین ہوئے۔ کچھ مُدت کے بعد ہی انہوں نے اُردو زبان کو محکمہ مال اور عدلیہ میں متعارف کرایا۔ اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اُردو کے مشاق اہلِ قلم حضرات کی خدمات مستعار لیں جن میں خان بہادر، مولوی محمد حسین عارف، سالکؔ، خوشی محمد ناظرؔ، منشی سراج الدین اور شیخ شاہ محمد شامل ہیں۔ ان حضرات نے اُردو زبان میں ہی خامہ فرسائی کی اور جو کچھ لکھا بہت خوب اور معیاری لکھا۔

ملاحظہ ریکارڈ سے عیاں ہے کہ چوہدری خوشی محمد ناظرؔ اور مولوی محمد حسین عارفؔ جج ہائی کورٹ نے اپنے تمام تر فیصلے اُردو میں ہی تحریر کیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں حضرات اُردو کے اہلِ قلم تھے۔ جب میر واعظ احمد اللہ ہمدانی نے جامعہ مسجد سری نگر میں واعظ خوانی نہ کرنے کے حکم کے برخلاف اپیل دائر کی تو اس کا فیصلہ بھی صاحبِ جلیس نے اُردو زبان میں ہی صادر فرمایا۔ اسی طرح ۱۹۲۲ء کے ایک مقدمے میں مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا انور شوپیانی کے بیانات اُردو زبان میں ہی قلمبند کیے گئے۔ اس سے عندیہ ملتا ہے کہ سال ۱۹۲۲ء میں اُردو پوری طرح عدلیہ پر چھائی ہوئی تھی اور جموں وکشمیر کی عدالتوں اور محکمہ مال کا سارا کام بیسویں صدی کی دوسری دہائی تک اُردو زبان میں ہی انجام دیا جاتا تھا۔

ریاست جموں وکشمیر میں اُردو زبان کیسے زبانِ عدالت بنی؟ اس کا ہمارے پاس ایک تاریخی دستاویزی ثبوت موجود ہے۔ سال ۱۹۰۶ء میں مولوی محمد حسین عارفؔ کا تقرر بطورِ جج ہائی کورٹ ہوا۔ (یاد رہے کہ اُس زمانے میں جج ہائی کورٹ ریاست کے ریونیو منسٹر ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا عارفؔ مرحوم مال کے قلمدان کے علاوہ ریاستی عدلیہ کے بھی نگرانِ اعلیٰ تھے۔) واضح رہے کہ مولوی

محمد حسین عارفؔ اُردو کے ایک مشہور ادیب مولوی محمد حسین آزادؔ کے شاگرد تھے۔ مولوی عارفؔ نے سال ۱۹۰۰ء میں مولانا روم کی ایک سو حکایات کا ترجمہ انہی کی بحر میں کیا جس پر علامہ اقبالؔ نے چھ عدد قطعاتِ تاریخ لکھے۔ چار اُردو میں اور دو فارسی میں۔ کچھ قطعاتِ اُردو تبرکاً پیش کیے جاتے ہیں۔

میرے مخدوم و مکرم نے لکھی ایسی کتاب
شاہدِ لیلائے عرفاں کا جسے محمل کہیں
ہے مصنف نخل بندِ گلشنِ معنی اگر
مزرعِ کشتِ تمنا کا اُسے حاصل کہیں
از پئے تاریخ ہاتف نے کہا اقبالؔ سے
آپ دیتا ہے اگر مرغوب اہلِ دل کہیں
(۱۳۱۸ھ)

روحِ فردوس میں رومیؔ کی دعا دیتی ہے
آپ نے خوب کیا اور اُسے خوب لکھا
دردمندانِ محبت نے اسے پڑھ کے کہا
نقشِ تسخیر پئے طالب و مطلوب لکھا
ہاتفِ غیب کی امداد سے ہم نے اقبالؔ
بہرِ تاریخِ اشاعت ''سخنِ خوب'' لکھا (۱۳۱۸ھ)

اُردو زبان میں انہوں نے قانون کے حوالے سے (۱) اصولِ قانون (۲) رسالۂ اقسامِ حقیقت اراضی وطریقہ ہائے مال گزاری (۳) علمِ اصولِ قانون اور (۴) تشریحاتِ قوانینِ انگلستان تحریر کی۔ علاوہ ازیں انہوں نے دیوانی اور فوج داری ہدایات بھی اُردو میں ترتیب دیے جن سے مدت تک استفادہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے درجِ ذیل کتابیں لکھیں اور زبانِ اُردو کو اپنی بصیرت سے مالا مال کر دیا:

۱۔ رسالۂ علمِ سکونِ سیاروت
۲۔ رسالۂ علمِ سیارات
۳۔ عجائب ال اسفار ترجمہ سفرنامہ ابنِ بطوطہ
۴۔ قصیدۂ بابت سعاد اور قصیدۂ بُردہ کا منظوم اُردو ترجمہ
۵۔ ذکر العارفین اور منظوم ترجمہ آیت الکرسی وغیرہ۔

مولانا نے ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء کو انتقال فرمایا اور طبیہ کالج دہلی میں مدفن ہیں۔حق مغفرت کرے۔

ملاحظہ ریکارڈ سے عیاں ہے کہ مولوی محمد حسین عارفؔ نے ایک چٹھی نمبری ۷۸۹ محررہ ۲/اپریل ۱۹۰۷ء بنام گورنر کشمیر، پنڈت منموہن کول کو لکھی جس میں سفارش کی گئی کہ ریاست جموں و کشمیر میں اُردو زبان کو بطور زبانِ عدالت تسلیم کیا جائے۔جس کے جواب میں گورنر موصوف نے جسٹس عارف صاحب کو یہ جواب ارسال کیا۔

**No: 9993 dated 09-04-1907**
**Judge High Court J&K State**
Sir

With reference to your letter no 789 dated 02-04-1907 instant I have the honour to say that I agree with the proposal of Revenue Minister that Urdu may be adopted instead of Persian as court language of Kashmir province. I have the honour to be your most obident servant.

**Man Mohan Koul**
**Governer of Kashmir**

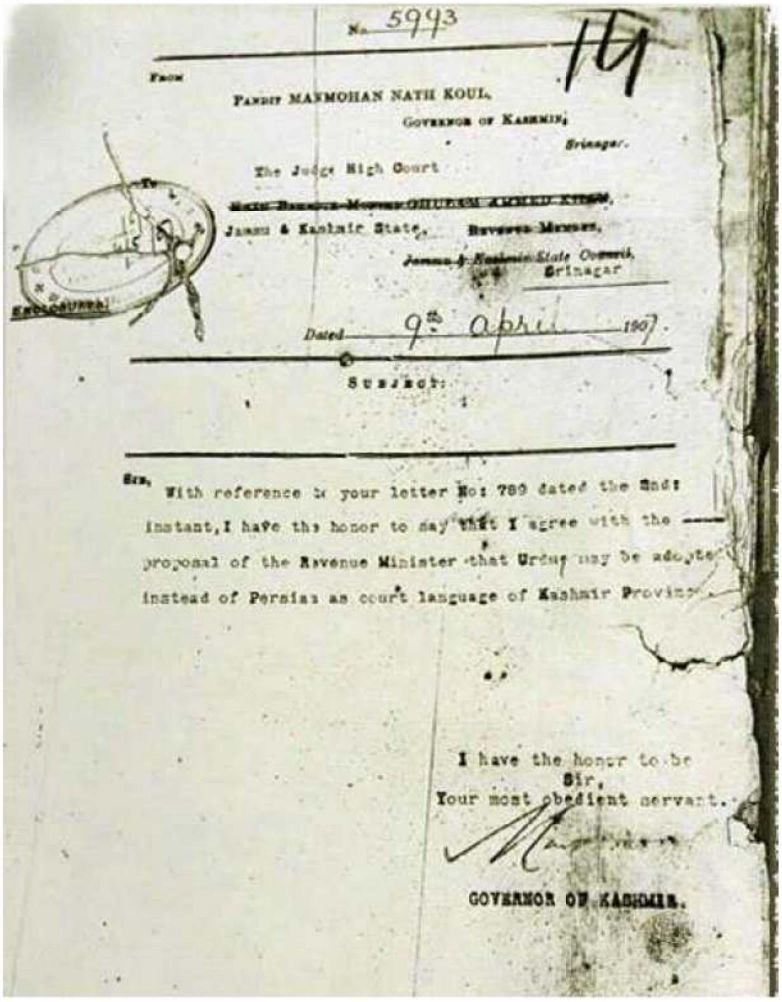
No. 5993

From
Pandit Manmohan Nath Koul,
Governor of Kashmir,
Srinagar.

To
The Judge High Court
~~Khan Bahadur Moulvi Ghulam Ahmed Khan~~,
Jammu & Kashmir State, ~~Revenue Member~~,
~~Jammu & Kashmir State Council~~,
Srinagar

Dated 9th April 1907.

Subject:

Sir,
With reference to your letter No: 789 dated the 2nd instant, I have the honor to say that I agree with the proposal of the Revenue Minister that Urdu may be adopted instead of Persian as court language of Kashmir Province.

I have the honor to be
Sir,
Your most obedient servant.

Governor of Kashmir.

اس طرح اُردو کو آج سے ایک صدی قبل ۹/ اپریل ۱۹۰۷ء میں زبانِ عدالت کا رُتبہ ملا۔ وہ بھی جب جسٹس عارف نے اس سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا اور بلآخر وہ یہ کارِمحال انجام دینے میں کامیاب ہوئے اور عدالتوں میں باضابطہ طور اُردو زبان میں ہی کام کاج انجام دیا جانے لگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک مدت تک ہائی کورٹ میں بھی اُردو زبان متعارف رہی اور جج صاحبان اکثر و بیشتر اُردو زبان میں ہی اپنے فیصلے صادر فرماتے رہے۔